(خطبۂ عید الاضحی)

قلبِ سلیم

مسائل قربانی

مجلس علماء نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور 0315-7374429

مجلس علماء نظامیہ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

أمّا بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، قال اللّٰہ تعالی تبارک وتعالی فی کلامہ المجید:

وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰہِیۡمَ ○ اِذۡ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ. [الصافات37: 83، 84]

سال کے کچھ ایام کو عالمی سطح پر منایا جاتا ہے۔ یہ دن کسی ایک قوم، ملک یا تہذیب والوں کے ساتھ خاص نہیں، دنیا بھر میں منائے جاتے ہیں، جیسے:

- 22مارچ پانی کا عالمی دن ہے۔
- یکم مئی کو مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کا دن منایا جاتا ہے۔
- 05اکتوبر کو دنیا بھر میں اساتذہ کو خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے۔
- 09دسمبر کو عالمی سطح پر بدعنوانی اور کرپشن کے خاتمہ کے لیے دن منایا جاتا ہے۔
- 18دسمبر عربی زبان کا انٹرنیشنل ڈے ہے۔

اِن ایام کے عنوانات تو اچھے ہیں، مگر اکثر کو فقط رسمی طور پر منایا ہی جاتا ہے، ان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کچھ کیا نہیں جاتا۔ وہ دو خوبصورت دن جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل آپ کی اُمت کو عطا کیے: یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اِن کو دیگر ایام سے کئی طرح سے انفرادیت حاصل ہے، مثلاً:

⟸ اِن دنوں میں صرف ظاہری اور رسمی خوشی نہیں منائی جاتی، بلکہ اگر مسلمان اِن دنوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزارے تو یہ حقیقی خوشی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشی نصیب ہوتی ہے۔

⟸ اِن دنوں میں محض تقریبات اور خطابات نہیں ہوتے، بلکہ یہ عملی طور پر ایک انقلابی سوچ اُجاگر کرتے ہیں۔

10 ذی الحج کا دن ہی لیجیے، اِس دن کروڑوں مسلمان نمازِ عید میں اپنے سچے ربّ کے حضور سجدہ ریز ہونے اور اُس سے التجائیں کرنے کے بعد سنتِ ابراہیمی کو پورا کرتے ہوئے لاتعداد جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خلیل سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اطاعت گزاری اور فرماں برداری کو یاد کرتے ہیں۔ یہ عمل انسان میں ایک انقلابی سوچ پیدا کرتا ہے کہ مجھے اپنا سب کچھ اپنے حقیقی مالک جلّ جلالہٗ کے حکم پر قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

یہ کہنا بے جا نہیں کہ آج کا دن سیدِ عالم ﷺ کے جدّ امجد جناب خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اطاعتِ خدا کو یاد کرنے اور اُن کے پسندیدہ اوصاف کو اختیار کرنے کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک عالمی دن ہے۔

پیارے خلیل کا پیارا وصف... قلبِ سلیم

اللہ تعالیٰ نے بعد کی تمام شریعتوں، بالخصوص سیدِ عالم ﷺ کی شریعت میں جس پیارے خلیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ادائیں باقی رکھیں اُن کا ایک خوبصورت وصف یہ تھا وہ "**قلبِ سلیم**" کے حامل تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنھیں ایسا پاکیزہ دل عطا کیا تھا کہ نہ اُن کے دل میں توحید اور اسلام سے متعلق کبھی کوئی شبہ پیدا ہوا، نہ کبھی گناہ سے آلودہ ہوا، نہ اُس میں کسی سے نفرت اور کدورت تھی، سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا اِخلاص تھا کہ کسی اور شے کی محبت کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ ارشادِ ربانی ہے: اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. "جب وہ (ابراہیم) اپنے ربّ کے حضور قلبِ سلیم کے ساتھ حاضر ہوا۔" [الصافات 84:37]

قربان جائیں! کیسا پاکیزہ دل تھا کہ اللہ تعالیٰ خود اُس کی تعریف فرماتا ہے۔

آج جب ہم سنتِ ابراہیمی کو پورا کریں گے تو ہمیں جناب خلیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اِس خوبی سے متعلق ربّ سے دُعا بھی کرنی چاہیے اور اِس کے حصول کے لیے کوشش بھی کرنی چاہیے۔

قلبِ سلیم اور روزِ آخرت

سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مختلف دعائیں قرآنِ کریم میں مذکور ہیں، اُن میں سے ایک پیاری دعا یہ بھی ہے:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. "اے اللہ! اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب کو اُٹھایا جائے گا، جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے، مگر وہ جو اللہ کے حضور قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوا۔" [الشعراء 26:87،89]

اس پیاری دعا کا خلاصہ یہ ہے کہ اے اللہ! قیامت کے دن جب سب لوگوں کو جمع کیا جائے گا، اُس دن مجھے شرمندہ نہ کرنا، جس دن کسی شخص کو اُس کے مال اور اولاد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، البتہ جو قلبِ سلیم (سلامت دل) لے کر حاضر ہوا اُسے تیری راہ میں خرچ کیے ہوئے مال کا بھی فائدہ ہوگا اور اُس کی نیک اولاد بھی اُس کے کام آئے گی۔

قلبِ سلیم کیا ہے؟ سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس دعا میں کہا: "مگر وہ جو قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوا"۔ قلبِ سلیم وہ دل ہے جو ہر طرح کے کفر اور منافقت سے پاک ہو۔ اس سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ دل تکبر، ریاکاری، حسد، کینہ اور دنیا کی محبت سے پاک ہو، اُس دل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت واِطاعت کا جذبہ ہو، عاجزی ہو، مسلمانوں کے لیے خیر خواہی ہو۔

دل کی اہمیت

انسان کے جسم میں دل بظاہر ایک کمزور سا ٹکڑا ہے، مگر حقیقت میں یہی پورے جسم کا بادشاہ ہے، یہ سنور جائے تو خود بھی اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتا ہے اور پورے جسم کو بھی نورانی کر دیتا ہے اور یہ بگڑ جائے تو خود بھی تاریکیوں میں ڈوب جاتا ہے اور پورے جسم کو بھی نافرمان بنا دیتا ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ سے نقل کیا: أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ یعنی "لوگو! سنو، بے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے، جب وہ سنور جائے (ایمان و معرفت سے منور ہو جائے) تو پورا جسم سنور جاتا ہے (تمام اعمال و اخلاق اور احوال درست ہو جاتے ہیں)، اور جب وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے (نافرمان ہو جاتا ہے)، سنو! وہ دل ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:52)

قلبِ سلیم... حصولِ جنت کا ذریعہ

پروردۂ آغوشِ نبوت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن ہم سرورِ کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ "ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آئے گا۔" چنانچہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، اُن کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور اُنھوں نے اپنا جوتا اپنے بائیں ہاتھ میں لٹکا رکھا تھا۔ دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر وہی کلمات اِرشاد فرمائے (ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آئے گا)، چنانچہ دوسرے دن بھی وہی صاحب اُسی کیفیت میں حاضر ہوئے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ارشاد ہوا اور ویسے ہی اُن صاحب کی حاضری ہوئی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ معلوم کیا جائے ان کو کس عمل کی برکت سے اتنا بڑا درجہ ملا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل اِن کی عدم موجودگی میں جنت کی خوشخبری عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ نے اُس انصاری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے درخواست کی کہ مَیں آپ کے گھر میں رہنا چاہتا ہوں، اُنھوں نے اجازت دے دی۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے: أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ، حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ... غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا۔ یعنی مَیں نے تین راتیں اُن صاحب کے ساتھ گزاریں، وہ نمازِ عشا پڑھنے کے بعد جب آرام کرتے تو صبح نمازِ فجر کے لیے ہی اُٹھتے، البتہ

جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اس کی عظمت وبڑائی بیان کرتے۔ نیز مَیں نے اِن دنوں اور راتوں میں اُن صاحب کو اچھی بات کے علاوہ کچھ کہتے ہوئے نہیں سنا (فضول باتیں نہیں کرتے تھے)۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سمجھے تھے کہ یہ صاحب رات بھر خوب عبادات کرتے ہوں گے، مگر جب تین دن، راتوں میں زیادہ معمولات نہ دیکھے تو اُنھیں اپنے آنے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو تین مجالس میں تین بار یہ فرماتے سنا کہ ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی داخل ہو گا اور تینوں بار آپ ہی آئے تھے۔ فَأَرَدْتُّ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ، فَأَقْتَدِيَ بِهِ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيْرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِيْ بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ؟ مَیرا اِرادہ تھا کہ مَیں آپ کے پاس ٹھہر کر آپ کا عمل دیکھوں اور پھر اُس کی پیروی کرتے ہوئے مَیں بھی ویسا ہی کروں، مگر میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں پایا۔ پھر وہ کون سا عمل ہے جس کی برکت سے آپ کو یہ جنتی ہونے کا اِعزاز ملا؟ اُنھوں نے کہا: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ۔ میرا عمل تو یہی ہے جو آپ نے دیکھا۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب میں واپس جانے لگا تو اُنھوں نے مجھے بلا کر کہا: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّيْ لَا أَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلٰى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ۔ میرا عمل تو یہی ہے جو آپ نے دیکھ لیا ہے البتہ مَیں اپنے دل میں کسی بھی مسلمان کے بارے میں کوئی کینہ اور کھوٹ نہیں رکھتا اور جو خیر وبرکت اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو عطا فرمائے مَیں اس پر کبھی حسد نہیں کرتا۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: هٰذِهِ الَّتِيْ بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِيْ لَا نُطِيْقُ۔ یعنی یہی وہ وصف ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ درجہ عطا کیا ہے، اور یہ وصف ہر ایک کے بس میں نہیں۔ (مسند احمد، حدیث: 12697۔ سنن نسائی کبری، حدیث: 10699)

قربانی اور قلبِ سلیم

10 ذی الحج کو کروڑوں جانور اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کیے جاتے ہیں۔ ارشادِ نبوی کے مطابق "قربانی اِس دن کا سب سے پیارا عمل ہے"[1] اور "اِس دن قربانی سے افضل کوئی عمل نہیں جس میں پیسہ صرف کیا جائے"۔[2] لیکن اللہ تعالیٰ کو اِن قربانیوں کی کوئی ضرورت نہیں، قربانی کا حکم ہمارے دلوں کو آزمانے اور اِنھیں سنوارنے کے لیے ہے۔

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ، وَإِنَّهُ لَتَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَشْعَارِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: 3126)

[2] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا أَنْفَقْتَ الْوَرِقَ فِيْ شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحِيْرَةٍ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ۔ (السنن الکبری للبیہقی: 19014)

قرآنِ کریم میں ہے:لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ. ”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِن قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، اُس کی بارگاہ میں تمہارا تقوی پیش ہوتا ہے۔“[الحج37:22]یعنی مال خرچ کرنے کا حکم تمہارے دلوں کو آزمانے کے لیے ہے، ورنہ تمہارے صدقات اور قربانیوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں، اُس کی بارگاہ میں قدر دلوں کی کیفیات کی ہے، دلوں میں تقوی جتنا مضبوط ہوگا قربانیوں اور دیگر صدقات کی قبولیت بھی اُتنی ہی زیادہ ہوگی۔

یہی سبق مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے بھی عطا کیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: «إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ» ”اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت تمہاری صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں ہوتی (اُس کی بارگاہ میں اِس بات کی کوئی قدر نہیں کہ کوئی خوبصورت ہے یا بدصورت، مال زیادہ ہے یا کم)، اُس کی نگاہِ رحمت تو تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف ہوتی ہے (پاکیزہ دلوں اور اچھے اعمال سے خوش ہوتا ہے اور اِن کی برکت سے کرم فرماتا ہے)۔“(صحیح مسلم، حدیث:6708)

باہمی محبت کے ساتھ مصافحہ: عید کے موقع پر باہم ملاقات اور مصافحہ و معانقہ بکثرت ہوتا ہے، اس موقع پر بخشش کا بہت آسان ذریعہ ہے کہ دل سے باہمی کدورتیں نکال دی جائیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہمی محبت کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معانقہ ہو، نیز بارگاہِ خاتم النبیین ﷺ میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا جائے۔

آپ ﷺ سے مروی ہے: "مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِي اللّٰهِ يَسْتَقْبِلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَيَتَصَافَحَانِ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، إِلَّا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى تُغْفَرَ ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَأَخَّرَ." یعنی ”اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرنے والے دو مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں اور سلام و مصافحہ کریں اور نبی کریم ﷺ پر دُرود پڑھیں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے“۔ (شعب الإيمان وأخرجه أيضًا: البخاري في التاريخ الكبير (252/3)، وأبو يعلى (334/5، رقم: 2960) قال الهيثمي (275/10): فيه درست بن حمزة، وهو ضعيف)

قلبِ سلیم... سنتِ نبوی

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: يَا بُنَيَّ! إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ. ”پیارے بیٹے! اگر ایسا کر سکو کہ صبح، شام، کسی بھی وقت تیرے دل میں کسی کے لیے کھوٹ (بدخواہی) نہ ہو تو ضرور کرنا۔“ مزید فرمایا: يَا بُنَيَّ! وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ، وَمَنْ أَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ. ”پیارے بیٹے! یہ میری سنت ہے، اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا وہ مجھ سے سچا پیار کرنے والا ہے، اور جو میرے ساتھ محبت کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں میرا ساتھ عطا کرے گا۔“(جامع ترمذی، حدیث:2678)

مسائلِ قربانی

خطبۂ جمعۂ میں قربانی سے متعلق کچھ مسائل کا ذکر ہوا۔ مزید کچھ مسائل پیش خدمت ہیں۔

قربانی کس پر واجب ہے؟ وہ سمجھ دار بالغ جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور فوری قرض (جو پیسے جمع ہوتے ہی ادا کرنا ہے) کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔

نوٹ: جولائی 2021ء کے چاندی کے ریٹ کے مطابق قربانی کا نصاب تقریباً 76,000 روپے ہے۔[2]

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت 10 ذوالحجہ (شہر میں نمازِ عید کے بعد) سے 12 ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے تک ہے۔ زیادہ ثواب اس میں ہے کہ دس ذوالحجہ کو قربانی کی جائے، پھر گیارہ کو قربانی کرنا بارہ کی بنسبت بہتر ہے۔

نوٹ: کچھ لوگ اِنتشار پھیلانے کے لیے چوتھے دن قربانی کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔ مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے واضح طور پر فرمایا: اَلْأَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْأَضْحٰی۔ یعنی "قربانی صرف تین دن تک جائز ہے۔" (مؤطا امام مالک، حدیث: 923/924، السنن الکبری، حدیث: 19732)

ذبح سے پہلے کے اُمور: ☆ ذبح سے پہلے جانور کو چارہ، پانی دیں، بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ سیدنا شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں معلّمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ۔» یعنی "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو (قصاص وغیرہ کے طور پر) قتل کرو تو بہت اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذَبح کرو تو خوب عمدہ طریقے سے ذَبح کرو اور تم اپنی چُھری کو اچھی طرح تیز کر لیا کرو اور ذبح کیے جانے والے جانور کو آرام دیا کرو۔" (صحیح مسلم، حدیث: 5167)

☆ جانور کو لٹانے سے پہلے اُس کی نظروں سے اوجھل چھری تیز کریں، نیز ذبح کی جگہ اور دیگر اُمور کا تعین بھی پہلے سے کر لیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بکری کی گردن پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور بکری یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَتُرِيدُ أَنْ تُمِيتَهَا مَوْتَاتٍ؟ هَلَّا حَدَدْتَّ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَهَا۔» یعنی "کیا تم پہلے ایسا نہیں کر سکتے تھے؟ تم اِسے کئی موتیں مارنا چاہتے ہو؟ اِسے لٹانے سے پہلے اپنی چُھری تیز کیوں نہ کر لی؟" (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 7563، السنن الکبری، حدیث: 19141)

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، گھر کا ضروری سامان، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 15 جولائی، 2021ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 1435 روپے فی تولہ ہے۔

قربانی کو لٹانے کا طریقہ: قربانی کو دوسرے جانوروں کی نظروں سے اوجھل بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اُس کا سر جنوب(South)، پُشت مشرق(East) اور منہ قبلہ کی طرف ہو، قبلہ رخ نہ ہونا مکروہ ہے۔(فتاوی رضویہ، ج:20، ص:216)

کون ذبح کرے؟ ☆ جانور حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، اگر غیر مسلم نے ذبح کیا یا ایسے کلمہ گو نے ذبح کیا جس کی گمراہی حد کفر تک ہے تو جانور حلال نہیں ہو گا۔ یہودی یا عیسائی سے ذبح کرانا بھی مکروہ ہے۔[1]

جس کی طرف سے قربانی ہے، اگر وہ خود اچھی طرح سے ذبح کر سکتا ہو تو بہتر ہے کہ خود ذبح کرے۔ نبی رحمت ﷺ نے بہت مرتبہ اپنے دستِ مبارک سے قربانی کو ذبح فرمایا۔ ایک خوبصورت منظر کو بیان کرتے ہوئے سیدنا عبد اللہ بن قُرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وَقُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ، فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ۔ "پانچ یا چھ قربانیاں آپ ﷺ کے قریب لائی گئیں، وہ (آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں کی برکت حاصل کرنے کے لیے) خود آپ کے قریب ہونے لگیں کہ آپ پہلے کس کی گردن پر اپنے دست مبارک سے چھری چلاتے ہیں۔" (سنن ابو داود، حدیث:1767)

پاس موجود رہنا: جس کی طرف سے قربانی ہے، اگر وہ خود اچھی طرح ذبح نہ کر سکتا ہو تو کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے ذبح کروائے اور بہتر ہے کہ خود پاس موجود رہے، تاکہ ذبح کا یہ منظر دیکھ کر اپنی آخرت کو یاد کر سکے۔ سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق سرورِ عالم ﷺ نے خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: «قُوْمِيْ إِلٰى أُضْحِيَّتِكِ فَاشْهَدِيْهَا، فَإِنَّ لَكِ بِأَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا يُغْفَرُ لَكِ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِكِ»۔ "اے فاطمہ! اُٹھو، اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ، اُس کے خون کے پہلے ہی قطرہ میں جو کچھ گناہ کیے ہیں سب کی مغفرت ہو جائے گی۔"[2] عرض کی: یارسول اللہ! هٰذَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ خَاصَّةً أَوْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً؟ یہ بشارت صرف ہم اہلِ بیت کے لیے ہی ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «بَلْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً»۔ "ہمارے لیے بھی ہے اور باقی مسلمانوں کے لیے بھی۔" (المستدرک علی الصحیحین، سندہٗ ضعیف، رقم:7524)

نوٹ: ذبح کے وقت سنت پر عمل کی نیت سے پاس موجود رہنا ثواب ہے، مگر محض مزہ لینے کے لیے اور تفریح کی خاطر جانور کے گرد گھیرا ڈال لینا، ہنسنا، قہقہے بلند کرنا اور تماشا بنانا غفلت کی علامت ہے۔

---

[1] **رگوں کی وضاحت:** ذبح کرتے ہوئے چار رگیں کاٹی جاتی ہیں: (1) حُلْقُوم۔ یہ وہ رگ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔ (2) مَرِیْء۔ اس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ (3، 4) ان دونوں کے قریب اور دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے، ان کو وَدَجَین کہتے ہیں۔ اگر ان میں سے تین رگیں کٹ جائیں تو بھی جانور حلال ہو جائے گا۔ اتنا زیادہ کاٹنا مکروہ ہے کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے، البتہ ایسا کیا تو بھی جانور حلال ہی رہے گا۔

[2] ترجمہ ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ:15۔ یاد رہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گناہ اور خطا سے محفوظ تھیں، یہ بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کرنے کی تربیت ہے۔ سرکار ﷺ کا گھرانہ لجپال ہے، خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خوشخبری سنتے ہی اُمت کا خیال آیا۔

ذبح کے وقت بسم اللہ اور دعا: ذبح کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا (اللہ تعالیٰ کا نام لینا) ضروری ہے، جان بوجھ کر نہ پڑھی تو جانور حرام ہے، البتہ بھولے سے ایسا ہوا (جیسا کہ بعض مرتبہ جلدی میں ہو جاتا ہے) تو جانور حلال ہے۔ بہتر ہے کہ یہ دعا بھی پڑھیں: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اگر اپنی طرف سے قربانی ہو تو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھ لیں: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

جانور کو تکلیف دینے کی ممانعت: کسی بھی طرح سے بھی بلاوجہ جانور کو تکلیف دینا منع ہے، مثلاً: اُس کے سامنے چھری تیز کرنا یا روح نکلنے سے پہلے اُس کی کھال اُتارنا یا کوئی عضو کاٹنا۔ سیدنا قُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! إِنِّي لَآخُذُ الشَّاةَ لِأَذْبَحَهَا فَأَرْحَمُهَا۔ مَیں جانور کو ذبح کرنے کے لیے اُسے پکڑتا ہوں تو مجھے اُس پر رحم آنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللهُ۔» "اگر تم بکری پر رحم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔" (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 6482)

تربیتی نکتہ: شریعت مطہرہ نے جانور کو بلاوجہ تکلیف دینے اور اُس پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اگر جانور کی یہ صورتِ حال ہے تو کسی انسان کو بلاوجہ تکلیف دینا کتنا برا ہو گا۔

بہتا خون ناپاک ہے: ذبح کے وقت جانور کے گلے سے بہنے والا خون ناپاک ہے، اُس سے گوشت اور حتی الامکان کپڑوں کو بچانا لازم ہے، کیونکہ جان بوجھ کر بلاوجہ کسی پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے، اگر یہ خون گوشت وغیرہ کو لگ جائے تو اُسے پاک کرنا لازم ہے۔ البتہ ذبح کے بعد گوشت میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے، مگر اُسے بھی کھانا حلال نہیں۔

گوشت کی تقسیم: ☆ قربانی کے گوشت سے کچھ کھانا مستحب ہے، دوسرے مسلمانوں کو بھی دے سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ فقرا کے لیے، ایک حصہ رشتہ داروں اور دوستوں کے لیے اور ایک حصہ گھر والوں کے لیے۔

☆ منت (Vow) یا وصیت کی قربانی کا تمام گوشت صدقہ کرنا لازم ہے، نہ خود کھا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی صاحبِ حیثیت دوست یا رشتہ دار کو دے سکتے ہیں۔

☆ قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو نہیں دینا چاہیے۔ قربانی شعائرِ اسلام سے ہے اور اِسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ذبح کیا گیا ہے، لہٰذا اس کا مبارک گوشت صرف مسلمانوں کو ہی دینا چاہیے۔

شرکا میں گوشت کی تقسیم: جب قربانی میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں تو تمام گوشت کو یکساں طور پر وزن کر کے حصوں میں تقسیم کرنا لازم ہے، اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی وزن کر لینے سے پہلے شرکا ایک دوسرے کو کمی و بیشی معاف کر سکتے ہیں، البتہ سب شرکا ایک ہی گھر میں رہتے ہوں کہ مل کر ہی بانٹیں گے اور کھائیں گے یا شرکا اپنا اپنا حصّہ لینا ہی نہیں چاہتے تو وزن کرنا ضروری نہیں۔ دو صورتوں میں وزن کیے بغیر اندازے سے بھی تقسیم کر سکتے ہیں:

1. سب حصہ دار کسی بالغ مسلمان کو مکمل طور پر مالک بنا دیں، کہ وہ جیسے چاہے تقسیم کرے۔ (وقار الفتاوی، جلد:2، ص:472)
2. گوشت میں کوئی دوسری جنس، مثلاً کلیجی، مغز، پائے وغیرہ، شامل کر دیں۔ (ردّ المحتار، جلد:9، ص:527)

کھال وغیرہ کا حکم: بہتر ہے کہ قربانی کی کھال اور دیگر اضافی چیزیں، اُوپر ڈالنے والا کپڑا، رسّی اور گلے کا ہار وغیرہ غریبوں کو دے دیں یا کسی بھی نیک کام کے لیے فرد یا تنظیم (مسجد، مدرسہ، ہسپتال اور سوسائٹی) کو عطیہ کر دیں۔ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں، البتہ قربانی کی کوئی چیز اپنے استعمال کے لیے بیچنا یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں دینا یا بد عقیدہ لوگوں کو دینا جائز نہیں۔ مدارسِ اہل سنت کو کھال دینا خدمتِ خلق بھی ہے اور خدمتِ دین کا ثواب بھی۔

☆ ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے کوئی نفع حاصل کرنا، مثلاً اُس کے بال اپنے لیے کاٹ لینا یا اُس کا دودھ دوہنا یا اُون کاٹ لینا منع ہے، اگر اون کاٹی یا دودھ دوہا تو اُسے صدقہ کرنا لازم ہے۔

☆ قربانی کی کسی بھی قابل استعمال چیز کو ضائع کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی چیز خود استعمال نہ بھی کرنی ہو تو صدقہ کر دیں، کیونکہ بلاوجہ مال ضائع کرنا حرام ہے۔

جانور کے مختلف اجزا: حلال جانوروں کی مندرجہ ذیل چیزیں کھانا ناجائز ہے: خون، پتا، مثانہ، علاماتِ نر و مادہ، کپورے، غدود (گردن یا حلق میں سرخ یا مٹیالے رنگ کی گانٹھیں)، حرام مغز، گردن (کے گرد کندھوں تک پیلے رنگ) کے پٹھے، اوجھڑی، آنتیں۔ (تفصیل دیکھیے فتاوی رضویہ، ج:20، ص:240، ابلق گھوڑے سوار: ص37)

حلال جانور کے گردے کھانا جائز ہے، تاہم ناپسندیدہ ہے۔[1]

---

[1] مزید تفصیل کے لیے لنک ملاحظہ کیجیے: https://www.daruliftaahlesunnat.net/detail/ur/1368/11

نماز عید کا طریقہ

پہلے دل اور زبان سے یا صرف دل میں ہی یوں نیت کریں: ”دو رکعات نمازِ عید واجب، اضافی چھ تکبیروں سمیت، اِس امام کے پیچھے، قبلہ شریف کی طرف رُخ کیے۔“

پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَر کہیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام صاحب تلاوت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔

پہلی رکعت کا رکوع اور سجدہ کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر امام صاحب قراءت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ قراءت کے بعد امام کے ساتھ تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ أَکْبَر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کریں۔

نمازِ عید میں تاخیر سے پہنچنے والے کے لیے:

- کوئی مقتدی دیر سے پہنچا اور امام صاحب تکبیرات کہہ کر قراءت شروع کر چکے تو وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر فوراً ہی تین تکبیریں کہہ لے۔
- امام صاحب پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں تو اُن کے ساتھ رکوع میں جائے اور بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں تکبیر کہہ لے۔ اگر رکوع میں تکبیریں پوری کرنے سے پہلے امام صاحب نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو باقی تکبیرات معاف ہو گئیں۔
- اگر امام صاحب کے پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے، بلکہ جب امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ نماز پڑھے اس وقت کہے۔

نماز میں بھول سے متعلق:

امام پہلی رکعت کی تکبیریں بھول گیا تو قراءت کے بعد یا رکوع میں کہہ لے اور دوسری رکعت کی بھول گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں کہے۔ (ملخص از بہار شریعت: 782/1/783)

اللہ تعالیٰ رحمتِ عالم ﷺ کے طفیل ہمیں سنّتِ خلیل علیہ السلام سمیت تمام شرعی احکام کو پورا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، قلبِ سلیم سے نوازے، تمام مسلمانوں کو عید کی خوشیاں عطا کرے اور اسلام کے خیر خواہوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ